RS: 3/-

ہفت روزہ

الجمعیۃ

نئی دہلی

جلد ۱۸ شمارہ ۱۸ ۳ تا ۹ مئی ۲۰۰۲ء ۱۹ تا ۲۵ صفر المظفر ۱۴۲۳ھ

گجرات کے قتل عام اور مودی حکومت کی برطرفی کے مطالبہ پر دفعہ ۱۸۴ کے تحت پارلیمنٹ میں بحث کو منظوری

باجپئی حکومت کی حلیف نام نہاد سیکولر پارٹیوں کی آزمائش

دفعہ ۱۸۴ کے تحت بحث کے بعد ووٹنگ سے یہ واضح ہو جائیگا کہ باجپئی حکومت کی حلیف نام نہاد سیکولر پارٹیاں کہاں تک سیکولرزم کے تحفظ کے اپنے وعدے میں سچی ہیں — محمد سالم جامعی

آخر کار ڈپٹی اسپیکر جناب پی ایم سعید نے گذشتہ ایک ہفتے سے جاری اس پارلیمانی تعطل کو ختم کر دیا جو گجرات کے مسئلہ پر دفعہ ۱۸۴ کے تحت بحث کرانے کے اپوزیشن کے مطالبہ اور حزب اقتدار بالخصوص بی جے پی کی مخالفت کی وجہ سے پارلیمنٹ کے بجٹ سیشن کے دوسرے حصہ کے ۱۵ اپریل کو شروع ہونے کے بعد سے جاری تھا۔ ڈپٹی اسپیکر نے رولنگ دی ہے کہ پارلیمنٹ میں دفعہ ۱۸۴ کے تحت گجرات مسئلہ پر بحث ہوگی۔ پارلیمنٹ کا پروگرام طے کرنے والی کمیٹی نے اس بحث کے لیے ۳۰ اپریل کی تاریخ بھی مقرر کر دی ہے۔ اسی دن بحث کے بعد اسی دن کسی بھی وقت ووٹنگ ہو جائے گی۔

دفعہ ۱۸۴ کے تحت گجرات مسئلہ پر بحث کے لیے اپوزیشن کیوں اتنا بضد تھی اور یہ جانتے ہوئے بھی کہ اگر اس بحث کے بعد ہونے والی ووٹنگ میں حکومت کو شکست بھی ہو جاتی ہے تو قانوناً اسے مستعفی ہونے کیلئے مجبور نہیں کیا جا سکتا۔ بی جے پی اس کی کیوں مخالفت کر رہی تھی یہ ایک سوال ہے جس کا جواب بڑا دلچسپ ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ حالانکہ اپوزیشن کو یہ بات بہت اچھی طرح معلوم ہے کہ تیلگو دیشم بھی اگر اس کے ساتھ آ جائے تب بھی حکومت ووٹنگ میں جیت جائے گی لیکن اس کا مقصد حکومت کو شکست سے دوچار کرنا نہیں بلکہ این ڈی اے میں شامل نام نہاد سیکولر پارٹیوں کو ننگا کرنا اور عوام تک یہ پیغام پہنچانا ہے کہ یہ پارٹیاں اصول و ضمیر کی پابند نہیں بلکہ ہوس اقتدار کا شکار ہیں اور یہ کہ انھوں نے سیکولرزم کا جو لبادہ اوڑھ رکھا ہے وہ صرف اور صرف عوام کو دھوکہ دینے کے لیے ہے جبکہ بی جے پی کو یہ خطرہ ہے کہ اپنی رسوائی کے خوف سے اگر این ڈی اے میں شامل کچھ پارٹیاں این ڈی اے کا ساتھ چھوڑ گئیں تو پہلے سے کمزور اس کی حکومت گر بھی سکتی ہے۔ مگر آئندہ کیا ہوگا یہ پردۂ غیب میں ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ پارلیمنٹ کی اس بحث سے گجرات سے متعلق جو باتیں ابھر کر سامنے آئیں گی واجپئی حکومت کے پاس ان کا ضد اور ہٹ دھرمی کے سوا کوئی جواب نہیں ہوگا جبکہ حزب اختلاف یہی چاہتی ہے کہ اس معاملہ پر حکومت کی جتنی فضیحت و رسوائی ہو سکے وہ ہو جانی چاہیے۔

ڈپٹی اسپیکر کے اس فیصلہ کے بعد جہاں اپوزیشن پارٹیوں کے حوصلے بلند ہوئے ہیں وہیں حزب اقتدار بالخصوص بی جے پی بری طرح بوکھلاہٹ میں مبتلا نظر آ رہی ہے۔ سب سے زیادہ بوکھلاہٹ کا شکار ہمارے وزیر اعظم اور اپنے آپ کو صبر و تحمل کا پہاڑ بتانے والے مسٹر اٹل بہاری باجپئی ہو رہے ہیں۔ ڈپٹی اسپیکر کی اس رولنگ پر ان کا رد عمل سب سے زیادہ خراب اور توہین آمیز ہے۔ انھوں نے ڈپٹی اسپیکر کی اس رولنگ کو افسوسناک قرار دیتے ہوئے کہا کہ اس کو آئندہ کیلئے نظیر نہیں بننا چاہیے۔ مسٹر باجپئی نے تو گجرات میں مسلمانوں کے قتل عام کو قومی مسئلہ ہی قرار دینے سے انکار کر دیا اور اسے صرف گجرات کا مسئلہ قرار دے کر اس کی اہمیت گھٹانے کی کوشش کی جبکہ پی ایم سعید نے اس قتل عام کو تشویشناک اور قومی مسئلہ قرار دے کر ہی ۱۸۴ کے تحت بحث کرانے کی منظوری دی ہے۔ مسٹر اٹل بہاری باجپئی نے تو یہاں تک کہہ ڈالا کہ "لوگ اقلیتوں کے بارے میں اس طرح بات کر رہے ہیں جیسے وہ خطرہ میں ہیں حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ انھیں مساوی حقوق حاصل ہیں اور انھیں پورا تحفظ مل رہا ہے۔"

اسے ہم اپنے وزیر اعظم کی شرمناک ڈھٹائی کے سوا اور کیا کہہ سکتے ہیں کہ وہ صرف ایک ریاست میں جہاں خود ان کی اپنی پارٹی کی ہی حکومت ہے ہزاروں افراد کے قتل عام اور اربوں کھربوں روپے کی املاک، جائداد کی تباہی کے بعد بھی اقلیتوں کیلئے کوئی خطرہ محسوس نہیں کر رہے ہیں۔ یہ سچ ہے کہ دستور نے انھیں مساوی حقوق اور تحفظ کا حق فراہم کیا ہے مگر کیا مسٹر باجپئی اس کی وضاحت فرمائیں گے کہ وہ خود اور ان کی پارٹی کی حکومتیں اقلیتوں کو کتنا تحفظ فراہم کر رہی ہیں۔ جہاں تک مساوات اور برابری کا سوال ہے وہ خود جانتے ہیں کہ گجرات میں ان کی پسندیدہ مودی حکومت مسلمانوں کے ساتھ کتنی مساوات سے کام لے رہی ہے۔ وہ ہندوستان جیسے بڑے ملک کے سربراہ ہیں جہاں مختلف فرقے بستے ہیں۔ ان کے پاس انٹیلیجنس کے ذرائع بھی ہیں۔ انھیں بہت اچھی طرح معلوم ہے کہ گجرات میں لٹے پٹے مسلمانوں کو کیا صلہ دیا جا رہا ہے اور وہ لوگ جو خود قاتل تھے انھیں زخمی مظلوم دکھا کر مودی حکومت کس طرح نواز رہی ہے۔ ہم خود احمد آباد جا کر اس مساوات کا مشاہدہ کر چکے ہیں۔ ایک طرف دس ہزار مظلوم مسلمانوں کا شاہ عالم کیمپ ہے جہاں پوری طرح پینے کا پانی تک بھی دستیاب نہیں ہے اور دوسری طرف پچاس ساٹھ غیر مسلموں کا ایک کیمپ ہے جس میں صرف وزیر اعظم کو دکھانے کیلئے کچھ لوگوں کو شاندار سہولتوں کے ساتھ رکھا گیا ہے۔ اگر یہی مساوات ہے تو ہمیں اپنے مہاتمے وزیر اعظم کے مساوات کے تخیل کو ہی داد دینی پڑے گی۔

بہر حال ڈپٹی اسپیکر کی رولنگ کے بعد اب گجرات مسئلہ پر دفعہ ۱۸۴ کے تحت بحث ہوگی جس کے بعد ووٹنگ ہوگی جس سے یہ کھل کر سامنے آ جائے گا کہ سیکولرزم کا ڈھنڈورا پیٹنے والے این ڈی اے میں شامل بی جے پی کے حلیف چندرا بابو نائیڈو، شرد یادو، رام ولاس پاسوان اور ممتا بنرجی کہاں کھڑے ہیں۔ یہ پارٹیاں اگر ووٹنگ میں باجپئی کی حمایت کرتی ہیں تو صاف ہے کہ ان کا سیکولرزم کا نعرہ صرف ایک ڈھونگ ہے اور سچائی و حقیقت سے اس کا دور کا بھی کوئی واسطہ نہیں ہے۔ □□

مفتی احمد بیمات گجرات کے امیر شریعت نامزد

امیر الہند حضرت مولانا سید اسعد مدنی مدظلہ نے گجرات کے امیر شریعت کی حیثیت سے مولانا مفتی احمد بیمات صاحب کی نامزدگی فرمائی ہے۔ یہ عہدہ مولانا مفتی عبدالرحیم لاجپوری کے انتقال سے خالی ہو گیا تھا۔ امید ہے کہ حضرت مفتی صاحب کی یہ نامزدگی گجرات کے مسلمانوں کے لیے نیک فال ثابت ہوگی۔

اندرون صفحات

امریکہ کو مسلمانوں کے ہر گھر میں دہشت گرد نظر آنے لگا ہے — صفحہ [illegible]

کشمیر کے مسئلہ کا حل گفتگو ہی ممکن ہے — سید علی شاہ گیلانی — صفحہ [illegible]

مودی حکومت کی ایما پر آئی پی ایس افسران کے خلاف کارروائی — صفحہ [illegible]

وزیر اعظم کے دعوے کے باوجود فسادیوں کے خلاف عملی کارروائی کیوں نہیں؟ — صفحہ [illegible]

گجرات کا ہولناک فساد اور جمعیۃ علماء ہند کی خدمات — درمیانی صفحہ (۲-۷)

رسول اکرم ﷺ ہمارے لیے قابل اتباع ہیں — صفحہ [illegible]

گجرات میں پولیس جنہوں نے فسادیوں کی مدد کی — صفحہ پر

[illegible]

امریکا کو مسلمانوں کے ہر گھر میں دہشت گرد نظر آنے لگا ہے

پوری دنیا میں قبول اسلام کی لہر جاری ہے

ہفت روزہ
الجمعیۃ
نئی دہلی

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

اتر پردیش میں بی جے پی - بی ایس پی کی مخلوط حکومت کے قیام پر سوالیہ نشان؟

اتر پردیش میں بی جے پی - بی ایس پی کی مخلوط حکومت کے قیام کا جوں جوں وقت قریب آتا جارہا ہے بی ایس پی کے لیڈروں کے تازہ تجربے بھی بڑھتے جارہے ہیں ابھی گذشتہ دنوں یہ خبر آئی تھی کہ بی ایس پی اور بی جے پی کی اس مخلوط حکومت میں نائب وزارت علیا اور وزارت داخلہ بی جے پی کے حصہ میں آئے گی اس کے ساتھ ساتھ اسپیکر بھی بی جے پی کے کوٹے سے ہی ہوگا۔ دونوں پارٹیوں کے لیڈروں پر مشتمل ایک رابطہ کمیٹی بھی ہوگی جو حکومت کے کام کاج کا جائزہ لیا کرے گی اس کمیٹی کی سربراہی بھی بی جے پی کے حصہ میں آئے گی لیکن ابھی اس اعلان کی سیاہی بھی خشک نہیں ہوپائی تھی کہ ۲۲/اپریل کو راجدھانی دہلی کی ایک پرہجوم پریس کانفرنس میں بی ایس پی سپریمو کانشی رام نے یہ اعلان کرکے سب کو چونکا دیا کہ مایاوتی حکومت میں کوئی نائب وزیر اعلیٰ نہیں ہوگا نہ وزارت داخلہ بی جے پی کو دی جائے گی اور نہ ہی کوئی رابطہ کمیٹی بنائی جائے گی۔ ان کا کہنا تھا کہ اقتدار کا ایک ہی مرکز ہوسکتا ہے جبکہ نائب وزیر اعلیٰ اور رابطہ کمیٹی بنانے سے اقتدار کے دو مرکز ہو جائیں گے۔ مسٹر کانشی رام کا یہ بھی کہنا تھا کہ ہم نے ابھی تک اسپیکر کے علاوہ بی جے پی کی کوئی بھی شرط قبول نہیں کی ہے۔ اس سے پہلے وزارت علیا کی دعویدار مس مایاوتی یہ صاف ہی کرچکی ہیں کہ خزانہ اور صنعت کی وزارتیں ان کی پارٹی کے پاس ہی رہیں گی اب ان دونوں لیڈروں کے بیانات کو ملا کر دیکھیں تو یہ بات صاف ہوجاتی ہے کہ اگر بی جے پی لاکم سنگھ یادو کو وزیر اعلیٰ بننے سے روکنا چاہتی ہے تو اسے اسپیکر کی کرسی کے علاوہ باقی پوری حکومت میں دوسرے درجہ کی وزارتوں کو ہی قبول کرنا ہوگا۔ بی جے پی کے لیڈر خوش تھے کہ رابطہ کمیٹی کی سربراہی حاصل کرکے وہ مایاوتی پر نگرانی کا کام کرسکتے ہیں مگر کانشی رام کے بیان نے ان کی اس خوش فہمی کو بھی دور کردیا ہے اور غالباً یہی وجہ ہے کہ مایاوتی کے ساتھ مل کر مخلوط حکومت بنانے کی وکالت کرنے والے بعض ریاستی بی جے پی لیڈر کانشی رام کے اس بیان پر بُری طرح اُلجھن میں پڑ گئے ہیں۔ لال جی ٹنڈن نے جو نائب وزارت علیا کے ایک مضبوط دعویدار ہیں کانشی رام کے اس بیان کو انتہائی افسوسناک قرار دیا ہے جبکہ بی جے پی کے ریاستی صدر کلراج مشرا کا کہنا ہے کہ اس وقت جبکہ گفتگو نازک دور میں ہے کانشی رام کا یہ بیان بے وقت کی راگنی کے مترادف ہے۔

اس مخلوط حکومت کی تحریک سے پہلے ہی ریاستی بی جے پی کے اعلیٰ سطحی لیڈر راج ناتھ سنگھ اور کلراج مشرا بی جے پی کے ساتھ مل کر حکومت بنانے کے خلاف تھے مرکز میں بھی اڈوانی سمیت پارٹی کا ایک اعلیٰ طبقہ اس کا مخالف تھا۔ بی جے پی کے مرکزی پارلیمانی بورڈ نے بھی فیصلہ کردیا تھا کہ چونکہ پارٹی کو اپوزیشن میں بیٹھنے کا فتویٰ ملا ہے اس لیے وہ اپوزیشن میں ہی بیٹھے گی مگر بعض طالع آزما سیاستدانوں بالخصوص لال جی ٹنڈن اور اوم پرکاش سنگھ کی زبردست جدوجہد اور مرکز میں این ڈی اے میں شامل پارٹیوں کی گجرات کے مسئلہ پر این ڈی اے حکومت کے موقف کی مخالفت کی مجبوری نے وزیر اعظم مسٹر اٹل بہاری واجپئی کو مجبور کیا کہ وہ مایاوتی کو اتر پردیش تحفہ میں پیش کرکے اس کے تیرہ ارکان پارلیمان کی حمایت حاصل کرلیں۔ مسٹر واجپئی کی اس مجبوری کی وجہ سے ہی بی جے پی ہائی کمان نے بی ایس پی کی لیڈر مس مایاوتی کو وزیر اعلیٰ ماننا قبول کیا اور اب صرف اتنا کام باقی رہ گیا تھا کہ بی جے پی کا مرکزی پارلیمانی بورڈ اپنے سابقہ فیصلہ کو تبدیل کرکے مخلوط حکومت کی منظوری دے دے کہ کانشی رام نے یہ تیر داغ دیا جس سے زخمی ہوکر نہ صرف ریاستی قیادت بلکہ مرکزی قیادت میں بھی کافی کھلبلی مچی ہوئی ہے۔

حالانکہ یہ کہنا ابھی غالباً خوش فہمی ہوگی کہ کانشی رام کے اس بیان کو آڑ بنا کر بی جے پی مایاوتی کی حمایت کا اپنا فیصلہ واپس لے سکتی ہے اس لیے کہ بی جے پی اس وقت بُری طرح دو پاٹوں کے درمیان پھنسی ہوئی ہے جسے پارلیمنٹ میں ایک ایک ووٹ کی سخت ضرورت ہے اور بی ایس پی کے تیرہ ووٹ اسے اسی وقت مل سکتے ہیں جب وہ مایاوتی کو اتر پردیش کا تخت سونپ دے لیکن یہ حقیقت اپنی جگہ ہے کہ دونوں پارٹیوں میں حکومت سازی سے پہلے ہی گروہ بندی کا دور شروع ہوچکا ہے جو اس وقت مزید شدت اختیار کرسکتا ہے جب اقتدار کے کام ان میں دونوں پارٹیوں اور ان کے لیڈروں کے مفادات آپس میں ٹکرائیں گے اس پس منظر میں سیاسی مبصرین کو یہ محسوس ہی معلوم ہوتا ہے کہ بی جے پی اور بی ایس پی کی مخلوط حکومت اگر بن بھی گئی تو یہ کمزور دونوں تک شاید ہی چل پائے گی۔

اتر پردیش کی اس مخلوط حکومت کے قیام میں اجیت سنگھ کی ایک رکاوٹ ہوسکتے ہیں۔ وہ بی جے پی کے حلیف ہونے کے باوجود مایاوتی سے دور رہنا چاہتے ہیں سابقہ حالات کے پیش نظر یہ چاہتے ہیں۔ ان کا مطالبہ ہے کہ مایاوتی حکومت پردیش کے معاملے کو تسلیم کرنے کا اعلان کریں ان کے چودہ ارکان اسمبلی کو ان کی مرضی کے مطابق محکمے سونپے جائیں اور ان کو ایک رابطہ کمیٹی میں خود انہیں بھی شامل کیا جائے۔ ظاہر ہے اجیت سنگھ کے مطالبات اہم ہونے کے باوجود ان کے چودہ ارکان اسمبلی کی بھی زبردست اہمیت ہے اس لیے کہ وہ حکومت کی تشکیل میں وہ کسی بھی وقت قوت توازن میں تبدیلی کرسکتے ہیں۔

بہرحال کیا ہوگا، مخلوط حکومت قائم ہوگی یا نہیں اور اجیت سنگھ کے مطالبات کا اثر اس میں کیا رول ہوگا یہ آنے والا وقت ہی بتائے گا تاہم یہ بات طے ہے کہ اگر یہ مخلوط حکومت کسی طرح قائم بھی ہوگئی تو اس کا حشر سابقہ بی ایس پی کی سربراہی والی حکومتوں سے کم ہی ہوگا جس کے نتیجہ میں ایک بار پھر اتر پردیش کے عوام کو اسمبلی انتخابات کا سامنا کرنا ہوگا۔ ○○

جواہر القرآن

سورۂ ہود : ۱۱
ترجمہ آیات : ۱۸-۲۵

حضرت شیخ الہندؒ

○ اور اس سے بڑھ کر ظالم کون جو باندھے اللہ پر جھوٹ ۔۔۔ وہ لوگ روبرو آئیں گے اپنے رب کے اور کہیں گے گواہی دینے والے یہی ہیں جنہوں نے جھوٹ کہا تھا اپنے رب پر، سن لو پھٹکار ہے اللہ کی نا انصاف لوگوں پر

○ جو کہ روکتے ہیں اللہ کی راہ سے اور ڈھونڈتے ہیں اس میں کجی اور وہی ہیں آخرت سے منکر

○ وہ لوگ نہیں تھکانے والے زمین میں بھاگ کر اور نہیں ان کے واسطے اللہ کے سوا کوئی حمایتی ۔۔۔ دونا ہے ان کے لیے عذاب ۔۔۔ نہ طاقت رکھتے تھے سننے کی اور نہ دیکھتے تھے

○ وہی ہیں جو کھو بیٹھے اپنی جان اور گم ہوگیا ان سے جو جھوٹ باندھا تھا

○ اس میں شک نہیں کہ یہ لوگ آخرت میں یہی ہیں سب سے زیادہ نقصان میں۔

○ البتہ جو لوگ ایمان لائے اور کام کیے نیک اور عاجزی کی اپنے رب کے سامنے وہ ہیں جنت کے رہنے والے وہ اسی میں رہا کریں گے

○ مثال ان دونوں فرقوں کی جیسے ایک تو اندھا اور بہرا اور دوسرا دیکھتا اور سنتا کیا برابر ہے دونوں کا حال پھر کیا تم غور نہیں کرتے

○ اور ہم نے بھیجا نوح کو اس کی قوم کی طرف کہ میں تم کو ڈر کی بات سناتا ہوں کھول کر

فوائد: ۔۔۔۔۔۔ علامہ شبیر احمد عثمانیؒ

ف۔۔۔ یعنی قرآن جھوٹ اور افترا نہیں، خدا کا سچا پیغام ہے، جس کو اول کر منکروں سے خوب بھاری اس شخص سے زیادہ ظالم کوئی نہیں ہوسکتا جو خدا پر جھوٹ باندھے مثلاً اس کا کلام نہ ہو اور کہے کہ اس کا کلام ہے یا اس کا جو ادعا قائم ہے نہ کرے بدون کلام کے، مگر یا دہو وہ دنوں کے عذاب سے جاہ کر ہے کہ اس کا منکر ہیں۔

ف۔۔۔ یعنی محشر میں جب خدا کے سامنے پیش ہوں گے اس وقت فرشتے اور پیغمبر گواہی دیں گے کہ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے پروردگار کی نسبت جھوٹ بولا تھا۔

ف۔۔۔ یعنی خدا کی راہ سے لوگوں کو روکتے اور دوسروں کو خدا کی راہ پر چلنے سے منع کرتے ہیں اور اس میں عیب اور کجی تلاش کرتے ہیں۔

ف۔۔۔ یعنی اگر زمین میں کہیں بھاگ کر خدا سے چھپ سکتے ہیں اور نہ کوئی ان کا حمایتی ہے جو خدا کے عذاب سے بچا لے۔

ف۔۔۔ یعنی کفر کو چھوڑ کر دوسروں کو گمراہ کیا۔

ف۔۔۔ یعنی دنیا میں ایسے اندھے بہرے بنے رہے کہ حق بات سننے کی تاب تھی نہ خدا کی نشانیوں کو دیکھتے تھے جو پیغمبر ان کو سمجھاتا ہے سنتے ہی نہ تھے اور نہ دیکھتے تھے۔

ف۔۔۔ یعنی ان کا گھوٹ ساتھ، جو کچھ کرتے تھے اور سب جھوٹے وعدے سب بیکار ہو گئے۔

ف۔۔۔ یعنی مومنین کی تعریف کے بعد انجام تک بیان فرمایا اور عاجزی کی تعریف آخر میں فرمائی۔

ف۔۔۔ یعنی کفر پر اندھے بہرے ہیں اور مومن دیکھتے سنتے ہیں، ان دونوں کا انجام کیسا اور کس طرح ہوسکتا ہے؟ آگے حضرت نوح علیہ السلام کا قصہ اسی مضمون کی تائید میں پیش کرتے ہیں۔

ف۔۔۔ یعنی نہایت وضاحت کے ساتھ ڈراتا ہوں ان کے وبال سے جن پر بالآخر عذاب نازل ہونے والا ہے اور اس عذاب سے محفوظ رہنے کے ذرائع ہیں۔

کشمیر کے مسئلہ کا حل گفتگو سے ہی ممکن ہے

معصوم لوگوں کا قتل قابل مذمت | انتخابات آزادانہ ہوں | اکثریت کا فیصلہ قابل قبول

کل جماعتی حریت کانفرنس کے سابق صدر جناب سید علی شاہ گیلانی کا انٹرویو

س: آپ کشمیر کی ہندوستان سے علیحدگی کے سلسلہ میں بے باک تکلم ہیں مگر ماضی میں آپ نے اسمبلی الیکشن میں حصہ لیا تھا اور ہندوستانی دستور کا حلف اٹھایا تھا۔

ج: اس میں کوئی شک نہیں کہ میں نے اسمبلی الیکشن میں حصہ لیا تھا اس کی وجہ سے ہندوستانی دستور کا حلف لینا پڑا تھا۔ لیکن اس وقت ہمارا خیال تھا کہ انتخابات کے ذریعہ اسمبلی میں داخل ہو کر ہم اپنی آواز اٹھا سکتے ہیں اور بعض امور میں ہم موثر بھی رہے۔ اگر ہم ۱۹۵۳ء کی طرف لوٹیں جب شیخ عبداللہ کو ۱۳ سال کے لیے جیل بھیجا گیا تھا اور ان کے خلاف جھوٹے الزامات لگائے گئے تھے۔ [illegible]

ج: بالکل صاف طور پر کہنا چاہتا ہوں۔ جنرل مشرف کی ۱۲ جنوری ۲۰۰۲ء کی تقریر اور اس کے کشمیر پر اثرات کے سلسلے میں بہت کچھ کہا گیا ہے۔ [illegible]

س: جموں و کشمیر میں پرتشدد کارروائیوں میں پاکستان کی مدد کے سلسلے میں کیا خیال ہے؟ [illegible]

[illegible]

مودی حکومت کے ایماندار آئی پی ایس افسران کے خلاف کارروائی

کیا کھلے طور پر انصاف کا قتل نہیں ہے؟

[illegible]

گجرات کے قتل عام نے نازی جرمنی کی یاد دلادی

یورپی یونین کے اعلامیہ میں اعتراف

[illegible]

وزیراعظم کے وعدے کے باوجود گجرات میں

فسادیوں کے خلاف عملی کارروائی کیوں نہیں؟

وزیر اعظم اٹل بہاری باجپئی نے ۴ اپریل کو گجرات کے دورے کے دوران ایک امدادی پیکیج کا اعلان کرکے متاثرین کے زخموں پر وقتی طور پر مرہم تو رکھ دیا لیکن ریاست میں جاری درندگی اور سفاکی کی روک تھام کے لیے کچھ نہیں کیا۔ اس طرح خطاکاروں اور فساد کرنے والوں کو جو حوصلہ ملا اس کے بارے میں بھی کچھ نہیں کہا۔ جس کی اس وقت شدید ضرورت ہے اور مطالبہ بھی کیا جا رہا ہے۔ انہوں نے احمد آباد کے شاہ عالم ریلیف کیمپ میں متاثرین کو دلاسہ دیتے ہوئے یہ کہہ دیا کہ خطاکاروں کو بخشا نہیں جائے گا۔ ... کسی مذہب، ذات اور برادری سے تعلق رکھتے ہوں، لیکن خطاکار کون لوگ ہیں، ان کی پہچان کس طرح کی جائے گی، انہیں کیا سزا دی جائے گی، ریاست کی پولیس اور سرکار فسادیوں کی ہمنوا بنی ہوئی ہے، ان سب باتوں پر وہ خاموش رہے۔ حالانکہ متاثرین نے ان کی توجہ ان سب باتوں کی طرف مبذول کرائی۔

وزیر اعظم نے ریاست کا دورہ ایسے حالات میں کیا جب سارے حقائق میڈیا کے ذریعہ ان کے پاس پہنچ گئے تھے۔ مختلف تنظیموں کے نمائندے ان سے مل چکے تھے، اپوزیشن پارٹیوں نے پارلیمنٹ کے اندر اور اس کے باہر ساری باتیں ان کے سامنے رکھ کر کارروائی کا مطالبہ کیا تھا۔ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ قومی انسانی حقوق کمیشن کی ابتدائی رپورٹ اور سفارشات ان کے پاس موجود تھیں اور ان سفارشات کی قانونی حیثیت پر بھی کافی بحث چل رہی تھی۔ بعض حلقوں اور سیاسی پارٹیوں کی طرف سے کمیشن کی رپورٹ کی بنیاد پر کارروائی کی مانگ کی جا رہی تھی۔ ملک کے سیاسی حلقوں میں اس دورہ کو کافی اہمیت دی جا رہی تھی۔ سب کی توجہ اس کی طرف مبذول تھی۔ گجرات کے متاثرین بھی دورے سے کافی امیدیں وابستہ کیے ہوئے تھے لیکن ان سب کو مایوسی ہوئی۔

مسٹر باجپئی نے گجرات جا کر جانی، مالی نقصانات کی تلافی کے لیے جس معاوضہ اور بازآبادکاری کے منصوبہ کا اعلان کیا وہ تو وہ دہلی میں مرکزی کابینہ کی میٹنگ کے بعد ... سے بھی کر سکتے تھے، اس کا اعلان کرنے کے لیے پوری ٹیم کے ساتھ گجرات جانے کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔ گجرات کے دورے سے جو امیدیں جاری کی گئی تھیں وہ ... کے بعد خراب ہو گئیں ...

مودی، گورنر سندر سنگھ بھنڈاری، مرکزی وزیر داخلہ ایڈوانی اور بی جے پی بھی نہیں

چاہتی۔ ... ریاست کی جانی، مالی تباہی کا منظر دیکھنے اور متاثرین کی آہ وبکا سننے کے بعد ملک کے وزیر اعظم مسٹر باجپئی کے اندر جاگ جانے کی امید... مستقل میں اپنے اختیارات کی روک تھام کے لیے جرأت مندانہ قدم اٹھائیں گے لیکن اس معاملہ میں مسٹر باجپئی بھی مذکورہ لوگوں کی صف میں رہے۔ اس سے باہر نہیں نکل سکے۔ صرف متاثرین کے زخموں پر مرہم رکھ کر اور گودھرا کے واقعہ اور اس کے بعد ہونے والے فسادات کی مذمت کرکے واپس چلے آئے۔

گجرات میں اس وقت جتنی ضرورت متاثرین کی امداد اور بازآبادکاری کی ہے، اتنی ہی ضرورت فسادیوں کو بے نقاب کرکے سزا دینے کی ہے۔ خطاکار پولیس افسران، پی اے سی، آر اے ایف، ہوم گارڈ اور پرشاسن کے ان لیڈران جنہوں نے فساد کو بھڑکانے میں قلیدی رول ادا کیا، اور وزیر اعلیٰ کی طرف سے فسادیوں کی پشت پناہی، انہیں خطاکاروں کے خلاف سخت رپورٹیں درج نہ کرنے کی پولیس کو ہدایت، فساد کو روکنے اور ایمانداری سے اپنی ڈیوٹی نبھانے والے پولیس افسران کا تبادلہ جیسے سنگین الزامات کے خلاف کارروائی کی ضرورت ہے۔ لیکن مسٹر باجپئی نے راحت رسانی اور بازآبادکاری کے مسئلہ کو مرکز کے تعاون سے حل کرنے کا یقین تو دلایا مگر خطاکاروں کے خلاف کارروائی پر خاموش رہے۔ جب یہ بات عیاں ہو چکی ہے کہ ریاست کے فسادیوں کے ذمہ دار خود وزیر اعلیٰ نریندر مودی ہیں

اور وہ صورت حال کو قابو میں کرنے میں ناکام ہیں، ان پر کسی کو اعتبار نہیں رہا، ان کی حکومت میں انصاف کی توقع نہیں کی جا سکتی۔ لاکھوں لوگوں کے باوجود ان کی حکومت میں فساد پر قابو نہیں پایا جا سکا اور نہ ہی کشیدگی دور ہو سکی ہے، تو ان کی کرسی کو محفوظ رکھنے کا کیا جواز ہے۔ ریاستی حکومت نے گودھرا کے واقعہ اور فساد کی تحقیقات کے لیے جو کمیشن تشکیل دیا ہے اس پر لوگوں، سیاسی پارٹیوں حتیٰ کہ قومی انسانی حقوق کمیشن کو اعتبار نہیں ہے۔ وزیر اعظم اگر متاثرین کو انصاف اور خطاکاروں کو سزا دلانا چاہتے ہیں تو انہیں کم از کم گودھرا اور فساد کے ابتدائی کئی دنوں کے واقعات کی تحقیقات سی بی آئی کو سونپنے کے لیے ریاستی حکومت کو ہدایت دینی چاہیے تھی۔ اس کی سفارش قومی انسانی حقوق کمیشن نے بھی کی ہے یا تمام واقعات کی

تحقیقات سپریم کورٹ کے ایک جج سے کرانے کا حکم صادر کرنا چاہیے تھا۔ لیکن یہ توقعات پوری نہیں ہوئیں، اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ متاثرین کو جانی و مالی نقصانات کی تلافی کے لیے وقتی طور پر تھوڑی بہت معاشی مدد تو مل جائے گی۔ لیکن دوسری طرف فرقہ پرست قوتوں، فسادیوں اور خطاکاروں کے حوصلے بلند ہو جائیں گے اور وہ مستقبل میں پھر یہی تاریخ دہرا سکتے ہیں۔ کیونکہ انہیں یقین ہو جائے گا کہ انہیں کسی کو نقصان پہنچانے کی سزا نہیں مل سکتی۔ آخر وزیر اعظم کی اس یقین دہانی پر کیسے یقین کیا جا سکتا ہے کہ خطاکاروں کو بخشا نہیں جائے گا۔ جب وہ فساد کی غیر جانبدارانہ تحقیقات اور فسادیوں کے خلاف قانونی کارروائی کے لیے تیار نہیں ہیں۔ ○○

صفحۂ روزگار

آپٹومیٹری کے میدان میں روزگار کے امکانات

حالانکہ ہم اپنی روزمرہ کی زندگی میں ۸۰ فیصد وقت میں اپنی آنکھوں کا استعمال کرتے ہیں لیکن جہاں تک ان کی دیکھ بھال کا سوال ہے بہت کم لوگ ان کا خیال رکھ پاتے ہیں۔ کھانسی، زکام، بخار ہوتے ہی ہم فوراً معالج کے پاس پہنچ جاتے ہیں لیکن آنکھ میں درد ہونا، پانی آنا جیسی باتوں کو نظر انداز کر دیتے ہیں۔ حال ہی میں دنیا کی جانی پہچانی کمپنی وائس اینڈ لاسب نے بی کے ساتھ مل کر دہلی ان اے ۲۰۰۲-۲۰۰۱ء سے ایک بڑی ریسرچ کی۔ تقریباً دو لاکھ لوگوں پر ہوئی اس تجربہ میں یہ حقیقت کھل کر سامنے آئی کہ ان میں سے ۳۵ فیصدی کو پتہ ہی نہیں تھا کہ ان کی آنکھوں کو کوئی مرض ہے۔ شمالی ہندوستان میں ۲۲ فیصدی لوگوں کے اس سروے کے دوران جانچ کے بعد پتہ چلا کہ ان کی نظر میں کمی ہے۔ راجدھانی دہلی کے بھی ۳۲ فیصدی لوگ آنکھوں کے امراض کا شکار ہیں۔ اس طرح ہندوستان میں لوگوں نے جانچ کے دوران آنکھ کے مرض کا پتہ لگنے کے بعد ہی علاج شروع کیا۔ اس ریسرچ کے بارے میں وائس اینڈ لاسب کے مینیجنگ ڈائرکٹر ... کہتے ہیں کہ دراصل ہم لوگ تقریباً ہر سال ... ریسرچ کرتے رہتے ہیں۔ دنیا کی کل آبادی کے ۲۵ فیصدی بھی اتنی ہی تعداد ہونی چاہیے لیکن ہر بار ریسرچ کرنے کے بعد یہ پتہ چلتا ہے کہ محض ۱۸-۱۲ فیصدی لوگوں کو ہی آنکھ کا مرض ہے۔ ایک اور تحقیق سے یہ بھی پتہ چلا کہ صرف ۱۸-۱۲ فیصدی لوگ ہی آنکھوں میں پریشانی ہونے پر ڈاکٹر کے پاس جاتے تھے۔

حقیقت یہ ہے کہ ہمارے ملک میں آنکھوں کی طرف توجہ نہ دینے کی وجہ ... لوگ کوئی بیماری نہیں مانتے۔ وہ کافی لاعلم ہیں۔ دنیا میں اس وقت اندھوں کی تعداد تقریباً ۴۵ ملین ہے اور ان میں ۲۵ فیصدی لوگ ہی ہندوستان میں رہتے ہیں۔ ان میں زیادہ تعداد ان لوگوں کی ہے جو گاؤں دیہات میں رہتے ہیں۔ ریسرچ سے یہ بھی پتہ چلا ہے کہ چودہ سال سے زیادہ عمر والے ۹۰ فیصدی لوگوں نے آنکھ کا مرض ہونے کے باوجود آنکھوں کی جانچ نہیں کرائی۔

دراصل اس کے پیچھے ایک وجہ ماہرین امراض چشم کی زبردست قلت ہے۔ عالمی صحت تنظیم کے مطابق ہندوستان میں آبادی کے حساب سے ۴۰ ہزار آپٹومیٹرسٹ ہونے چاہئیں لیکن اس وقت ان کی تعداد صرف ۵ ہزار ہے یعنی ۳۵ ہزار آپٹومیٹرسٹ کی کمی ہے۔ اس سے اس میدان میں روزگار کے امکان کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ آنکھوں کے علاج میں بھی کئی میدان ہیں جیسے آپٹومیٹری، آپتھلمولوجی وغیرہ۔

آپٹومیٹری اور آپتھلمولوجی میں ... فرق ...

آپٹومیٹری ایک الائیڈ ہیلتھ کیئر سائنس ہے جو آنکھ اور اس کے نظام اور بصارت سے متعلق ہے۔ اس کورس کو کرنے کے بعد آنکھ کی جانچ کرنے ... اس کورس کو کرنے کے لیے ... پاس ہونا ضروری ہے۔ کچھ ادارے داخلہ ٹیسٹ کے ذریعے بھی داخلہ دیتے ہیں۔ اس سلسلے میں کچھ اہم اداروں کے پتے درج ذیل ہیں:

- آل انڈیا انسٹی ٹیوٹ آف میڈیکل سائنسز، نئی دہلی
- ایل وی پرساد آئی انسٹی ٹیوٹ، بنجارہ ہلز، حیدرآباد (آندھرا پردیش)
- ریجنل انسٹی ٹیوٹ آف آپٹومیٹری، ...
- بھارتی ودیاپیٹھ، پونے
- سنکارا آئی انسٹی ٹیوٹ اینڈ ریسرچ سینٹر، ... ہے پور (راجستھان)
- کالج آف آپٹومیٹری اینڈ آپتھلمولوجی سائنسز، ...
- گاندھی آئی ہاسپٹل، علی گڑھ
- ایس این ڈی ٹی ویمنس یونیورسٹی، ممبئی
- مہاتما گاندھی یونیورسٹی اسکول آف میڈیکل ایجوکیشن، ... (کیرالہ)
- ہیرا بھائی بی ۔ ایس ہیمی کالج آف آپٹومیٹری، ممبئی
- اسکول آف آپٹومیٹری، ... (بہار)
- بی پی ایم ... اسکول آف آپٹومیٹری، ...
- ایم ... اسکول آف آپٹومیٹری، ...
- جن کلیان آئی ہاسپٹل ایجوکیشن اینڈ ریسرچ انسٹی ٹیوٹ، لکھنؤ
- آل انڈیا انسٹی ٹیوٹ آف آپٹومیٹری میڈیکل سائنسز، کولکاتا

وغیرہ سے بھی یہ کورس کیا جا سکتا ہے۔ ○○

ترانۂ جمعیۃ علماء ہند

اسلام کا ہے یہ آئینہ باطل اور حق کا جادہ
جمعیۃ علماء کیا کہنا ہر فرد ہے اس کا فرزانہ

تحریک ولی اللّٰہی کو پروان چڑھایا ہے اس نے
تاریخ بھی اس کی روشن ہے کردار ہے اس کا آئینہ

توحید و رسالت سے اس نے معمور کیا ہے سینوں کو
تحریک کفر و ضلالت کا توڑا ہے اس نے بت خانہ

جمعیۃ کے اس گلشن میں ہیں پھول ہزاروں رنگت کے
محمود حسن وہ فخر وطن ملت کے تاج شاہانہ

ارباب وفا کا گہوارہ ہے مرکز فیضان قاسم
انوار الٰہی کی بارش ہوتی ہے یہاں پر روزانہ

آزاد و حسین احمد مدنی وہ رہبر جنگ آزادی
اس شمع ہدایت عالم پر شیدا تھے مثل پروانہ

کیا خوب تھے جنت کے پیکر جمعیۃ کے وہ اہل دگر
بے مثل خطیب عطاء اللہ اور عبد الباری مولانا

سمجھا کر زلف پریشاں کو الجھا ملک کے پرچم کو
انگریز بہادر کے گلشن کو اس نے بنایا ویرانہ

تاریخ وہ کالا پانی کی اور علماء کی قربانی کی
معلوم اگر کچھ کرنا ہے تاریخ وطن تم دہرانا

اسعد کی وہ ذریت ... گلشن ... جہاں
ہے لوث فدائے ملت وہ ہے مرد مجاہد فرزانہ

یہ حق کے لیے ہی جیتے ہیں اور حق کے لیے مرتے ہیں
اور جام شہادت پی کر بھی پڑھتے ہیں نماز شکرانہ

اپنے اسلاف کی نسبت پر امید بلالی ہے قائم
فرمایا رسول اکرم نے ہے راہ نجات یہ میخانہ

گجرات کا ہولناک مسلم کش فساد

عالم اسلام

[illegible]

حملوں کی مشترک خصوصیات

مختلف مسلم بستیوں پر کیے گئے حملوں کا جائزہ لینے کے بعد جو مشترک خصوصیات نظر آئی ہیں، انھیں ذیل میں [illegible]

[illegible]

مسلمان بستیوں کا چن چن کر ...

[illegible]

صدر جمعیۃ علماء ہند کا دورۂ گجرات

[illegible]

گودھرا ٹرین واقعہ کا ...

[illegible]

06623038129

02673-43153

گجرات کی غارت گری

[illegible]

جمعیۃ علماء ہند کی خدمات

قسط ۲

مساجد اور مدارس کی تباہی وبربادی

حالیہ فسادات کے علاوہ مساجد اور درگاہوں کو عام طور سے توڑا اور جلایا گیا، صرف احمد آباد میں تقریباً ۴۰ مساجد پوری طرح مسمار کر دی گئیں، جیسا کہ پہلے بتایا جا چکا ہے کہ بار بار جمعہ کے دن بھی نماز کے بعد پورے شہر میں مساجد پر حملے کئے گئے۔ [illegible] مساجد کو مسمار کرکے وہاں مورتیاں رکھ دی گئیں [illegible] مندر وجود میں آگئے۔ بہت سی مساجد اور مدارس میں شراب پی گئی اور قرآن مقدس کو جلایا گیا [illegible] جلا کر خاکستر کر دیا گیا۔

ایک سروے کے مطابق پورے گجرات میں ۲۴۰ سے زیادہ درگاہیں، ایک سو سے زیادہ مسجدیں اور پچیس سے زیادہ مدارس جلائے اور مسمار کئے گئے۔

تاریخی عمارتوں کی بربادی

[illegible]

احمد آباد کی شکل مسخ کرنے کی [illegible]

[illegible]

راحت کاری جنت کی سب سے اہم [illegible]

[illegible]

۱- مفتی [illegible] صاحب
۲- شیخ [illegible] صاحب سورت
۳- حاجی ابراہیم [illegible] صاحب سورت
۴- حاجی محمد صدیق صاحب بمبئی
۵- جناب حنیف [illegible] صاحب بڑودہ
۶- حاجی حسن خاں صاحب
۷- ناصر بھائی
۸- پروفیسر انصاری
۹- حاجی عبدالستار صاحب
۱۰- الحاج [illegible] صاحب

مختلف علاقوں میں قائم پچاس سے زیادہ کیمپوں میں امداد وراحت کا کام کرنے کے لیے جمعیۃ کے جنرل سکریٹری مولانا سید محمود مدنی صاحب نے ممتاز مسلم سماجی کارکنوں کی ایک میٹنگ [illegible]

راحتی کیمپوں کی صورت حال کا جائزہ

[illegible]

(باقی صفحہ ۱۱ پر)

(مولانا) محمود احمد مدنی
جنرل سکریٹری جمعیۃ علماء ہند، دہلی

نقصانات کی ایک جھلک

[illegible]

عالمی خبریں

[illegible]

ایل ٹی ٹی ای کے سربراہ [illegible] نے اس سال میں پہلی مرتبہ اخبار نویسوں کو خطاب کیا [illegible]

[illegible]

اسوۂ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہمارے لئے قابل اتباع ہے

تحریر: مولانا عبدالماجد دریابادی

امانت الٰہی

عالم کائنات اپنی ساری دلفریب … [illegible]

صبح محشر

[illegible]

جامعیت

[illegible]

امن کے شہنشاہ

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک … [illegible]

کمال اور ختم نبوت

[illegible]

پیام و پیامبر

[illegible]

نعت پاک

[illegible]

حمد

منور بستوی

… [illegible] … تیری ہیں

[illegible]

گجرات میں وردی دھاری پولیس نے ہندو فسادیوں کی مدد کی

معروف دانشور و صحافی جناب کلدیپ نیر کی تجزیاتی تحریر

گجرات میں تصور بدل چکا ہے۔ کیا ہماری پولیس میں کوئی خرابی ہے؟ پنجاب پولیس کے افسر احمد آباد میں ملے اور پولیس افسروں کے ایک سیمینار میں میں نے ان سے پوچھا کہ آپ نے بھی کبھی یہ محسوس کیا ہے کہ یہ جانتے کی کوشش کیوں نہیں کی کہ ایمرجنسی کے دوران آپ کو کیا ہو گیا تھا جب آپ سرکاری کے دور میں کمل طور پر آلۂ کار بن کر رہ گئے تھے؟

سوال کا کوئی جواب نہیں ملا لیکن اداری نے مجھے بتا دیا کہ ہر کوئی جانتا ہے کہ پولیس کو غیر جانبدار ثابت کرنا ہے تو اس سوال کا جواب دینا ضروری ہے۔ ایک اعلیٰ پولیس افسر نے کہا۔ "ہم نے سیاستدانوں سے کوئی ہدایت نہیں لی" لیکن وہ جانتے ہیں کہ پولیس پر الزام لگایا جاتا ہے۔

لگایا نہیں گیا۔ اس کے بعد کے دنوں میں پولیس نے جو کچھ کیا اس میں پڑھے لکھے اور خوشحال مسلمانوں کو بے رحمی سے زد و کوب کیا اور ان کی گرفتاریاں شامل تھیں۔ ضلع کی انتظامیہ نے شروع سے ہی یہ جان لیا تھا کہ ان مسلمانوں نے بھڑکایا تھا اور ہندوؤں نے جو کچھ کیا وہ جوابی کارروائی تھی۔ ضلع کے اعلیٰ افسروں نے پولیس کو جو احکام بھیجے انہیں ایک افسر نے یوں بیان کیا: "مسلمانوں کو سبق سکھایا جانا چاہیے۔"

چنانچہ پی اے سی اور پولیس نے بڑی فرض شناسی سے اس پالیسی پر عمل کیا۔ اس سلسلے میں ملوث دارا کی سرکاری افسروں اور جاسوسوں کی کارکردگی کا جائزہ لیا گیا۔

جسٹس رنگاناتھ مشرا کمیشن بھی جس نے ۱۹۸۴ء میں سکھوں کے قتل کے الزام سے کانگریس کو بچانے کی پوری پوری کوشش کی تھی پولیس کی ملامت کیے بغیر نہیں رہ سکا کہ اس نے غفلت کا ثبوت دیا۔

ممبئی (۱۹۹۲-۹۳) کے فسادات کے بارے میں سری کرشنا کی رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ "فساد کے دوران افراد خاص طور پر مسلمانوں کی جان و مال کے بارے میں پولیس کا طرز عمل ایذا رسانی کا تھا۔" یہی پولیس کا جواب ہوتا ہے کہ وہ اپنی پوری کوشش کر رہی تھی تاکہ لوگ بچ سکیں۔ یہ اس کا رویہ ہوتا ہے کہ ایک مسلمان بھی مارا جائے تو اس کا سبب ہے گوآبادی میں سے ایک مسلمان کم ہوا۔

پولیس افسروں اور نچلے درجے کے عملے میں مسلمانوں کے خلاف تعصب تھا جو مختلف مسلمانوں اور فساد کے شکار مسلمانوں کے تئیں ان کے رویے سے ظاہر ہو جاتا تھا۔

پولیس میں اصلاحات تجویز کرنے کے لیے قائم کیے گئے قومی پولیس کمیشن نے اپنی ۲۵ برس پرانی رپورٹ میں بھی اس تعصب کا ذکر کرتے ہوئے کہا ہے کہ "پولیس افسروں اور سپاہیوں نے فرقہ وارانہ صورتحال سے نمٹتے ہوئے ایک خاص فرقہ کے خلاف یقیناً تعصب کا مظاہرہ کیا ہے۔" ان تمام رپورٹوں پر سرکاری دفتروں میں دھول جم رہی ہے۔ کسی سرکار نے بھی جن میں بیشتر ریاستوں کے افسران بھی شامل ہیں، فسادات میں ملوث افسروں کو سزا دینے کے لیے کچھ نہیں کیا۔

پولیس فرض کی ادائیگی میں کیوں ناکام ہوئی ہے اس سوال کا جواب اس امر میں مضمر ہے کہ عوامی بیداری میں کمی ہے اور سماجی خدمت کرنے والے ادارے حقائق کو انصاف کی شکل نہیں دیتے۔ سرکار ضرورت سے زیادہ سیاست میں الجھی ہوئی ہے اور ایسی کوئی کارروائی نہیں کرتی۔ وہ فرقہ وارانہ جنون کو بھڑکانے اور دستانی بچانے کے نقطۂ نظر کو کیسے نظر انداز کیا جا سکتا ہے؟ اس کی وجہ مثالیں ان افسروں کی ہیں جن کا ذکر سری کرشنا رپورٹ میں کیا گیا اور جو ۱۹۸۴ء میں سکھوں کے قتل میں ملوث تھے۔ پہلے کیس میں

ممبئی میں شوسینا سرکار اور مرکز میں بی جے پی کی زیر قیادت این ڈی اے سرکار نے کسی کیس کو زیادہ دور تک چلنے ہی نہیں دیا۔ ممبئی میں سرکار بدل جانے کے بعد کیس میں کچھ پیش رفت ہوئی ہے۔ ۱۹۸۴ء کے قتلوں کے لیے ذمہ دار افسروں کے خلاف بھی مقدمہ نہیں چلایا گیا، بلکہ کے خلاف بھی محکمہ جاتی کارروائی ہوئی لیکن انہیں کبھی عملی طور پر کوئی سزا نہیں دی گئی۔

ذرا سوچئے کہ کبھی کسی افسر کے خلاف کسی عدالت میں اس الزام پر مقدمہ نہیں چلایا گیا کہ وہ معاملہ کو نمٹانے کی بجائے الجھا رہا ہے۔ فسادات کا سامنا کرنے کے لیے کوئی کارروائی کیوں نہیں ہوتی یا جو افسران کام نہیں کرتے ان کے خلاف کوئی ایکشن کیوں نہیں لیا جاتا۔ اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ سرکاروں کو اپنے استقرار کا یقین نہیں ہوتا۔ سیاستدان پولیس کو اپنے گروہ کاموں کے لیے استعمال کرتے ہیں اور بدلے میں پولیس کو جرم کی کچھ نہ کچھ کارروائیاں کرنے کی اجازت مل جاتی ہے۔

پولیس کی نئی کارکردگی کی ایک اور وجہ یہ ہے کہ وہ جواب دہ نہیں ہے۔ چونکہ افسر اور جوان کسی کو جواب دہ نہیں ہوتے اس لیے بدترین جرائم کر کے بھی چھوٹ جاتے ہیں۔ انہیں کسی رپورٹ میں نام آ جانے کی کوئی اپنی قانونی ذمہ داری کی بھی پرواہ نہیں ہوتی۔ وہ جانتے ہیں کہ سرکار ان پر اس قدر انحصار کرتی ہے کہ ان کا کچھ نہیں بگڑے گا۔ اگر پولیس کی اصلاح کرنی ہے تو جو افراد قتل کرتے ہیں،

لوٹتے ہیں، واقعات کرتے یا کرواتے ہیں انہیں سزا دی ہوئی۔ اس میں کسی بھی ناکامی نے عوامی اصولوں کو ہم کر دیا ہے اور عوام کا اعتماد ختم کر دیا ہے۔ اب یہ خیال عام ہو رہا ہے کہ سرکار کی تبدیلی کے ساتھ وفاداری بھی بدل جاتی ہے۔ یو پی اور بہار پولیس اس کی مثالیں ہیں۔ گجرات سرکار کے دنوں میں وزیر اعظم کو بڑی عملی کاروائی کو تو ان کر کے کیا پتا کہ وہ چاہتے پہلے خون خرابہ ہو جانے کے لیے کاروائی کریں۔ خاص طور پر ذمہ داروں کے بارے میں کیا جاتا ہے کہ خاص طور پر بھرتی کیے گئے یا دو پولیس والوں کو فسادیوں کو ٹھکانے لگانے کے لیے استعمال کیا گیا۔ پولیس کو سیاسی دباؤ سے آزاد ہونا چاہیے۔ پولیس کمیشن نے کئی تجاویز پیش کی ہیں۔ ایک یہ ہے کہ اعلیٰ افسروں کی عہدے کی مقررہ معیاد ہونی چاہیے۔ دوسری یہ کہ تبادلوں کا فیصلہ کرنے کے لیے سیکورٹی بورڈ بنایا جائے۔

سرکاریا بھی یہ رپورٹ دو کروڑ تھی کیونکہ کمیشن جنتا پارٹی کی سرکار نے قائم کیا تھا۔ بی جے پی کی زیر قیادت سرکار نے رحیم بلی کمیٹی کی رپورٹ میں تبدیلیاں کر دی ہیں تاکہ سیاستدانوں کو زیادہ دخل مل سکے۔ لہٰذا کوئی ایسی مشینری ہونی چاہیے جو سیاسی دباؤ سے آزاد ہو۔ اگر یہ ہو جائے تو ہمیں جواب مل جائے گا کہ پولیس ناکام کیوں ہوئی ہے۔ □□

۱۹۶۹ء کے احمد آباد کے بڑے فساد کی تحقیقات کے لیے قائم کیے گئے جسٹس جگموہن ریڈی کمیشن نے کہا "قانون کو نافذ کرنے والے اور سرکاری اداروں سے یہ توقع رکھی جا سکتی ہے کہ ریاست میں فرقہ وارانہ ماحول کا مناسب طور پر پتہ چلتا ہے۔ ہمارے خیال میں سرکار نے جو حقائق بیان کیے ہیں ان میں مکروہ پہلوؤں کو حاصل کیا گیا ہے ان کو قانون کو نافذ کرنے والے اداروں کو پیش نظر رکھنا چاہیے تھا کہ احمد آباد میں فرقہ وارانہ ماحول کشیدہ ہو چکا ہے۔"

۱۹۷۰ء میں بھیونڈی میں فرقہ وارانہ گڑبڑ کی تحقیقات کرنے والے جسٹس ڈی پی مدن کمیشن نے کہا "کمیشن کے روبرو ایسے متعدد واقعات پیش کیے گئے ہیں جن میں پولیس کے افسروں اور سپاہیوں نے ہندو فسادیوں کا ساتھ دیا۔"

میرٹھ میں ۱۹۸۷ء کے فسادات کے بارے میں گیان پرکاش کمیشن کی رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ "ہندوؤں کی جائیدادیں ...

گجرات میں بے بس مسلم خواتین کی عصمت دری کرنے والوں کو مٹھائیاں تقسیم کی گئیں

خواتین کی تنظیم "سٹی زنس اینی شیٹو" کی گجرات دورے کے بعد رپورٹ

گجرات میں گودھرا سانحہ کے بعد کی خون ریزی ایک عام فرقہ وارانہ جھڑپات کا نتیجہ نہیں بلکہ ایک منصوبہ بند نسل کشی کا حصہ تھی۔ یہ خیال احمد آباد و ریاست کا دورہ کرنے والی خواتین کی ایک ٹیم "سٹی زنس اینی شیٹو" نے ظاہر کیا ہے۔ مسلم خواتین پر گجرات کے کشت و خون کے اثرات سے متعلق پولیس کو جاری کردہ ایک رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ سرکاری مشینری نے کس طرح کام کیا۔ حالات میں ہم سب نے دیکھا کہ حکومت اس میں شامل رہی اور پولیس والوں نے اپنے شہریوں کو بچانے کی بجائے مجرموں کو تحفظ فراہم کیا۔ کٹر ہندو تنظیموں نے گجرات کی سڑکوں پر نعرے بلند کیے اور مسلمانوں کی املاک لوٹی اور جلائی گئیں۔

سٹی زنس اینی شیٹو (احمد آباد) کی اطلاعات سے خواتین کی اس تحقیق کا دورہ کرنے والی ٹیم نے بتایا کہ بیشتر معاملات میں پولیس نے خواتین کے ساتھ ہونے والی زیادتیوں کی شکایات درج کرنے سے انکار کر دیا۔

ان عورتوں سے پوچھا کہ انہیں ان کی مدد کے لیے اوپر سے کوئی حکم نہیں ملا ہے۔

اس رپورٹ میں متاثرین کے کئی چشم دید بیانات شامل ہیں جن سے ان الزامات کی تصدیق ہوتی ہے۔ شاہ عالم اور اس علاقہ کی ایک ماں اور لڑکی کے بیانات حسب ذیل ہیں۔

ہماری تعداد تو بچاس سے کچھ زیادہ تھی، وہ لوگ کئی ہزار تھے۔ ہم جان بچانے کے لیے بھاگے تو پولیس نے راستہ روکا اور ہمیں انہی بلوائیوں کی طرف دھکیل دیا۔ ہماری آنکھوں کے سامنے ... ہم کہاں جا سکتے تھے۔

میدان میں سب لوگ مارے جا رہے تھے۔ ہم نے پولیس والوں کو پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ جب پولیس اس بھیڑ کے ساتھ نظر آئی تو ہم نے ساری امیدیں کھو دیں۔ ہم جب پولیس کے سامنے گڑگڑائے تو جواب ملا کہ تم لوگ اپنی حفاظت خود کرو۔

رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ پولیس کے رویہ سے واضح ہو جاتا ہے کہ مسلمانوں کی حفاظت ان کی ذمہ داری نہیں ہے۔ دوسرے اور مسلمان اب اس ریاست کے شہری نہیں رہے۔ رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ بعض واقعات سے اس بات کی تصدیق ہوتی ہے کہ گودھرا سانحہ کے بعد تشدد کی منصوبہ بندی کی گئی تھی اور فرقہ وارانہ جذبات کو بھڑکایا گیا۔ سٹی زنس کی ٹیم نے کہا کہ حکومت نے حالات کو قابو میں لانے کی کوئی سنجیدہ کوشش نہیں کی۔

چندر واڑہ کی ٹیم کو سرکاری اداروں نے مسلمانوں کے ساتھ ہمدردی کا کوئی ثبوت نہیں ملا۔ پولیس نے بلوائیوں کو روکنے کی بجائے ان کی مدد کی اور مسلم خواتین کو ان کے حوالے کر دیا۔

گیا ہے کہ رول ادا کرنے والے ان بیانات کا تعلق گجرات کے اس تشدد سے ہے جس میں حکومت خاموش تماشائی بنی رہی۔

سرپنچ سے جب یہ پوچھا گیا کہ بلوائیوں نے ان کی رات کیسے گزاری، پولیس ناکام ہو گئی تو انھوں نے کہا کہ یہ سوال ان سے کیا جانا چاہیے۔ اس سوال کے جواب میں انھوں نے کہا کہ وہ ٹھیک نہیں لیکن جو کچھ گودھرا میں ہوا وہ بھی ٹھیک نہیں تھا۔ گاؤں میں ہم متحد تھے اس لیے یہاں کچھ نہیں ہوا۔ ایک مسلمان گاؤں کے باشندوں نے بتایا کہ سرپنچ نے ان کا خیال رکھا اور حفاظت کی۔ گاؤں کے ایک رکن نے بتایا کہ ہزاروں کی بھیڑ نے مسلمانوں کے گھروں کو آگ لگانے کی قیادت کی۔

احمد آباد کے ایک بدترین طور پر متاثر علاقے کے ایک رکن کے دل میں بھی ہم نے ... اس کے دوران علاقے میں بڑی تعداد میں ... کی تیاری کی حمایت کی اور گجرات کی زندگی کا فطری حصہ ...

قصبہ لہرپور ضلع سیتاپور میں امیر الہند حضرت مولانا سید اسعد مدنی مدظلہٗ کی آمد

مسلمان صبر و تحمل سے کام لیں
شہری مجلس جمعیۃ علماء بجا گھپور سے حضرت امیر الہند مدظلہٗ کا خطاب

مدارس کے کردار کو بچانے کے لئے ہر قربانی دینے کی ضرورت

مسجد حسینیہ کا سنگِ بنیاد

ماہانہ نشست جمعیۃ علماء کانچ تارہ (شمالی گنگٹ) میں طے شدہ تجاویز

قاضی مجاہد الاسلام قاسمی کی وفات حسرت آیات

دو روزہ دورہ

اشاری نوٹس

بھارت بچاؤ مورچہ کے زیر اہتمام
عظیم الشان ریلی

زیر صدارت حضرت مولانا سید اسعد مدنی مدظلہٗ، صدر جمعیۃ علماء ہند

مقررین خصوصی

اہم مطالبات

بقیہ: گجرات کا ہولناک فسادات اور جمعیۃ علماء ہند کی خدمات

مسلمانوں کے خلاف دنیا کی سب سے بڑی منظم جنگ

[illegible]

گجرات میں چار دن

محمد سالم جامعی

تن ہمہ داغ داغ شد

(آخری قسط)

[illegible]

بقیہ: اسوۂ رسول ﷺ

[illegible]

بقیہ: افسران کے خلاف کارروائی

[illegible]

بقیہ: امریکا کو مسلمانوں کے ہر گھر میں

[illegible]

بقیہ: منظر پس منظر

[illegible]

ALJAMIAT (WEEKLY) NEW DELHI
R. N. I. NO. – 38985/82
Posting Date - 29/30 April 2002
3 - 9 MAY 2002
Postal Registration No. – DL – 11052/ 2002

واجپئی اور مسلمان

مسلم دنیا کو چیلنج

عذر گناہ بھی نہیں

اعتراض کیوں؟

واجپئی اور مسلمان

ہندوستان کے وزیر اعظم اٹل بہاری واجپئی نے حال میں مسلمانوں کے خلاف جو زہر اگلا ہے اس سے ان کا اور ان کے ادارہ فکر و عمل کا اصلی چہرہ سامنے آ گیا ہے۔

کا کام نے کر کہ "جس ملک میں مسلمانوں کی اکثریت ہے وہاں امن اور سکون نہیں ہے۔ مسلمان امن سے رہنا ہی نہیں چاہتے۔" گجرات میں ہندو نسل پرستی اور مسلمانوں کے قتل عام کو جائز ٹھہراتے ہوئے وزیر اعظم نے کہا "سابرمتی ایکسپریس پر حملہ کس نے کیا۔ وہاں آگ کیوں بھڑکی۔ کس نے بھڑکائی۔ اگر سابرمتی کا حادثہ نہ ہوتا تو گجرات میں فساد بھی نہ ہوتا۔ یہ آگ لگائی کس نے اس کا جواب بھی انہیں دینا ہوگا۔"

مسلم دنیا کو چیلنج

عذر گناہ بھی نہیں

اعتراض کیوں؟

گجرات کے ہولناک فساد کے متاثرین کی بھرپور امداد و اعانت کیجئے

[illegible]

011-3311455, 3317729
079-2120642, 9825045904

Jamiat Ulama - I - Hind

الجمعیۃ

[illegible]

۳۱ مئی ۲۰۰۲

شعبہ نشر و اشاعت جمعیۃ علماء ہند